میڈیکل سائنس اور مسلمانوں کی خدمات

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اسلام میں بنیادی طور پر علم کی دو ہی قسمیں کی گئی ہیں، علم نافع اور علم غیر نافع، علم نافع سے ایسے علوم مراد ہیں جو انسانیت کے لئے دنیا یا آخرت کے اعتبار سے فائدہ مند ہو، غیر نافع وہ علوم ہیں جو دین یا دنیا کے اعتبار سے بے فائدہ یا نقصان دہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگی ہے جو غیر مفید ہو، اور ایسے علم کی اللہ سے دعا مانگی ہے جو نفع بخش ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ حکمت مومن کا گمشدہ مال ہے، الحکمۃ ضالۃ المومن ، اس ارشاد کا منشاء بھی یہی ہے کہ جو علم وحکمت کی بات حاصل ہو اور وہ انسانیت کے مفاد میں ہو، اس کو اس رغبت اور اشتیاق کے ساتھ حاصل کرنا چاہئے جیسا کہ کوئی شخص اپنے گمشدہ مال کو محبت وتڑپ اور شوق ورغبت کے ساتھ حاصل کرتا ہے۔

جو علوم انسانیت کے لئے نافع اور فائدہ مند ہیں، ان میں ایک طب اور میڈیکل سائنس ہے، یہ خدمت خلق کا نہایت اہم ترین اور ضروری ترین ذریعہ ہے، کیونکہ کوئی انسان اس ضرورت سے بری نہیں، دولت مند ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا رعایا، طاقت ور وتنومند ہو یا جسمانی اعتبار سے کمزور ونحیف ...... بیماری کے پنجہ سے کوئی محفوظ نہیں، یہ بیماری ہی دراصل انسان کے عجز اور خدا کے سامنے اس کی مجبوری ومقہوری کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ورنہ نہ جانے انسان کس قدر خود سر اور سرکش ہو جائے، اس لئے میڈیکل سائنس نہ صرف انسان بلکہ تمام حیوانات کے لئے ایک ناگزیر ضرورت ہے، اور اب تو طب وعلاج کا دائرہ فیض نباتات تک متعدی ہو گیا ہے، اسی لئے سیدنا حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اصل علم تو دو ہی ہیں ایک تو فقہ طریقۂ زندگی کو سمجھنے کے لئے اور دوسرے طب اصلاح بدن کے لئے ''العلم علمان، علم الفقہ للأدیان وعلم الطب للأبدان'' اسی طرح کی بات مشہور فقیہ اور محدث امام شافعیؒ سے بھی منقول ہے۔

اسی لئے مسلمانوں نے شروع سے اس فن کو اپنی تحقیق کا خاص موضوع بنایا ہے اور اس سلسلے میں مسلمان اطباء کی خدمات اتنی واضح اور نمایاں ہے کہ ان کو ہر گز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، مغرب نے باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی علمی اور

سائنسی خدمات پر پردہ رکھنے کی بے حد کوششیں کی ہیں، اس کے باوجود کہیں کہیں وہ بھی اس بات پر مجبور ہوئے کہ مسلمان سائنس دانوں کی خدمات کا اعتراف کریں، مسلمان اہل فن کا عام طریقہ رہا ہے کہ وہ کسی کام کو اپنی طرف منسوب کرنے سے گریز کرتے تھے اور اس کو اخلاص کے خلاف سمجھتے تھے، اسی لئے آج کل جس طرح نو ایجاد دواؤں اور دریافتوں کو لوگ اپنے نام سے موسوم کرتے ہیں، مسلمانوں کے یہاں یہ طریقہ مروج نہیں تھا، اس لئے مسلمانوں کی بہت سی تحقیقات پر پردہ گمنامی پڑا ہوا ہے۔ اس کے باوجود مسلمان سائنس دانوں کی جو خدمات سامنے آگئی ہیں، وہ بھی کچھ کم نہیں ہیں، اس وقت ان ہی خدمات کا ایک سرسری تذکرہ مقصود ہے۔

اس سلسلے میں ایک اہم ترین نام ابوالحسن علی بن سہل طبری (۲۵۱ھ) کا آتا ہے، جو بغداد کے تمام شفاخانوں پر نگرانِ اعلیٰ تھے، یہ اپنے طبی تجربات کو ڈائری میں قلمبند کرتے جاتے تھے جس کا تعلق ادویہ کی خصوصیات، علم الحیوانات، صحت، موسم اور آب وہوا سے ہوتا، ان ہی تجربات کو انہوں نے ایک ضخیم کتاب کی صورت میں ابجدی ترتیب سے ''فردوس الحکمت'' کے نام سے مرتب کیا، یہ پہلی طبی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جو طبری کا بہت بڑا کارنامہ ہے، اس کے علاوہ بھی طب کے موضوع پر طبری کی بعض اور بھی کتابیں ہیں۔

طب کا ایک اہم شعبہ آنکھ سے متعلق علاج کا رہا ہے، آنکھ انسانی جسم کا انتہائی نازک عضو ہے، جو بہت ہی باریک شریانوں پر مشتمل ہے، ابوالقاسم عمار موصلی (۳۷۷ھ۱۰۰۰ء) امراض چشم کے نہ صرف بڑے ماہر تھے بلکہ اس شعبہ میں کئی جدید تحقیقات واکتشافات بھی پیش کئے۔ موتیابند کا آپریشن سب سے پہلے عمار موصلی ہی نے کیا۔ گویا موصلی آنکھوں کا سب سے بڑا سرجن ہے۔ آنکھ سے متعلق بیماریوں اور ان کے علاج کے طریقوں کی بابت اپنی تحقیقات اور تجربات کا نچوڑ موصلی نے ''علاج العین'' کے نام سے مرتب کیا، جو اس فن کی نہایت اہم کتاب تصور کی جاتی ہے۔ یورپ میں اس کا ترجمہ بہت پہلے ہو چکا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں جرمنی زبان میں بھی بڑے اہتمام سے اس کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔

اس کے بعد طب کی تاریخ میں وہ عظیم الشان نام آتا ہے جسے میڈیکل سائنس کی تاریخ ابوالقاسم زہراوی (۳۹۵ھ ۱۰۰۹ء) کے نام سے یاد کرتی ہے اور اس کے سامنے جبین عقیدت خم کرتی ہے۔ یہ طب کی تاریخ کا پہلا سرجن ہے۔ جس نے آپریشن کے فن کو مرتب کیا، اس کے آلات بنائے، اور ایک سو سے زیادہ آلات سرجری ایجاد کئے، موتیابند اور ٹونسل کا آپریشن کیا۔ آپریشن کے ذریعے ہڈیوں کو جوڑا، جسم کے اندرونی حصہ میں آپریشن کے نازک طریقے ایجاد کئے، حلق، سر، گردہ، پیٹ اور آنکھوں کے آپریشن کا طریقہ بتایا، مریض کو بے ہوش کرنے کے سلسلے میں مناسب دواؤں کی رہنمائی کی، کینسر کے مرض پر خاص تحقیق کی اور بتایا کہ کینسر کے پھوڑے یا زخم کو چھیڑنا نہیں چاہئے۔ غرض، سرجری کی دنیا میں اس کے کارنامے ناقابل فراموش ہیں، مغربی مصنفین کو بھی جس کا اعتراف ہے۔ زہراوی نے اپنے طبی تجربات کو ڈائری کی صورت میں لکھنے کا اہتمام کیا، یہ ڈائری ''تصریف'' کے نام سے موسوم ہے اور سرجری کے فن میں نہایت اعلیٰ کتاب تصور

کی جاتی ہے۔

تاریخ طب کا کون رمز آشنا ہوگا، جو امام ابوبکر محمد زکریا رازی (۳۰۸ھ،۹۳۲ء) کے نام سے نا آشنا ہو، ۱۹۳۰ء میں پیرس میں رازی کی ہزار سالہ برسی بڑے اہتمام سے منائی جا چکی ہے اور بین الاقوامی طبی کانگریس کے اجلاس لندن منعقدہ ۱۹۱۳ء میں رازی اور فن طب کو ایک اہم موضوع کی حیثیت سے شریک رکھا گیا، اور ان کو فن طب کا امام تسلیم کیا گیا۔ طب کے میدان میں رازی کی خدمات بہت وسیع ہیں، فرسٹ ایڈ کا طریقہ رازی ہی کی ایجاد ہے، اس نے جڑی بوٹیوں پر بہت تجربات کئے ہیں، وہ طبیعات (Physics) کا بھی بڑا ماہر تھا، اسی نے نامیاتی اور غیر نامیاتی کیمیا کی تقسیم کی ہے۔ دواؤں کے صحیح وزن کے لئے ''میزان طبعی'' (Hydrostatic balance) ایجاد کی، جس سے چھوٹی چیز کا بھی وزن معلوم کیا جاسکتا ہے۔ جراحی کے لئے نشتر (Seton) اسی نے بنایا ہے، الکحل جو آج ایک کثیر المقاصد محلول ہے، رازی ہی اس کا موجد ہے۔ رازی کا سب سے بڑا طبی کارنامہ چیچک کے بارے میں اس کی تحقیقات ہیں، اس نے چیچک پر تحقیق کی، اس کے اسباب دریافت کئے، احتیاط اور علاج کا طریقہ بتایا اور اس مرض کے بارے میں اپنی تمام تحقیقات کو کتابی شکل میں مرتب کیا، جو چیچک کے موضوع پر دنیا کی پہلی کتاب ہے۔ یہ کتاب مدتوں یورپ کے میڈیکل کالجوں میں داخل نصاب رہی ہے، اس کے علاوہ الحاوی، المصوری اور متعدد کتابیں رازی کے قلم کی رہین منت ہیں اور اکثر کتابوں کا یورپین زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ رازی کو حکومت وقت نے ایک اچھے اسپتال کے قیام کے لئے مامور کیا اور بہتر جگہ کے انتخاب کرنے کا مشورہ دیا۔ امام رازی نے یہ تدبیر کی کہ شہر کے مختلف مقامات اور محلوں میں گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے لٹکا دیئے اور تین دنوں تک ان کے رنگ، بو اور مزے میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیتا رہا، تین دن گزر جانے کے باوجود جس مقام کا گوشت زیادہ سے زیادہ اپنی کیفیت پر باقی رہا، رازی نے اس جگہ کا اسپتال کے لئے انتخاب کیا، اس سے اس عظیم محقق کی ذہانت اور خداداد فراست کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پیشہ طب میں سنان بن ثابت حرانی (۳۲۰ھ،۹۴۳ء) کا نام بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جس نے فن طب میں پیشہ ورانہ اصلاحات کیں، اطباء کے لئے اسناد جاری کی گئیں، مطب کرنے کی اجازت دی گئی اور عطائی قسم کے اطباء کو علاج سے منع کیا گیا، اس نے حکومت کی طرف سے فن طب کی اہلیت کا دعویٰ کرنے والے ایک ہزار امیدواروں کا امتحان لیا۔ جن میں سات سو کامیاب ہوئے، ان ہی کو مطب سرٹیفکیٹ جاری کی گئی، سنان بن ثابت حرانی نے گشتی شفاخانہ کا طریقہ بھی ایجاد کیا، کچھ اطباء اس بات پر مامور تھے کہ دواؤں کے ساتھ مختلف محلوں کا دورہ کریں اور مریض کا ان کے مقام پر علاج کر دیں۔

علم وفن کی دنیا میں ایک نہایت قابل احترام شخصیت حکیم ابونصر فارابی (۲۳۸ھ،۹۵۰ء) کی ہے۔ جس کا شمار تاریخ کے ذہین انسانوں میں ہوتا ہے، فارابی مختلف علوم وفنون کا ماہر اور جامع شخص تھا، ریاضی اور علم تمدن فارابی کا خاص موضوع

ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ علم نفسیات کا بھی ماہر تھا، اور اس فن کو طب و علاج سے جو تعلق ہے وہ ظاہر ہے۔

ادویہ اور میڈیسین کی تحقیق میں ایک نہایت نمایاں اور ناقابل فراموش کام بلکہ کارنامہ ابو منصور موفق ہروی (۳۴۰ھ، ۹۶۱ء) کا ہے، ابو منصور نباتات (Botany) کا بڑا اعلیٰ درجے کا محقق تھا، نباتات کے علاوہ اس نے جماداتی ادویہ پر بھی تحقیق کی ہے، ادویہ پر اس کی کتاب "حقائق الادویہ" بڑی معرکہ کی چیز سمجھی جاتی ہے، اس کتاب میں ۵۸۵ دواؤں کے نام اور ان کی صحیح پہچان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس نے ادویہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، معدنی، نباتاتی اور حیواناتی، اسی نے خاصیت اور اثرات کے لحاظ سے دواؤں کے چار درجے کئے ہیں: گرم وتر، گرم وخشک، سرد وتر، سرد وخشک، معدنی مفردات اور مرکبات میں ان کی کئی ایجادات اور نئے انکشافات ہیں، غرض وہ دواؤں کے مثبت اور منفی خواص کا ماہر تھا، اس نے اس مقصد کے لئے بہت سارے تجربات کئے اور طویل و پُر مشقت اسفار کو برداشت کیا۔

حمل اور جنین طب کا ایک اہم اور نازک موضوع ہے۔ اس کے ماہر تھے عریب بن سعد الکاتب قرطبی (۳۵۶ھ، ۹۷۶ء)، امراض نسواں عریب بن سعد کا خاص موضوع تحقیق ہے۔ حمل کے استقرار اور جنین کی حفاظت، زچہ اور بچہ نیز دایہ گری کے موضوع پر عریب کی بہت اہم تالیفات ہیں، جو اس کے بہت طویل تجربات اور تحقیقات کا نچوڑ ہیں، وہ نباتات کا بھی ماہر تھا، اور اس نے نباتات سے متعلق بھی بڑے قیمتی تجربات بیان کئے ہیں۔

امراض چشم کے ماہرین میں ایک نہایت اہم نام علی بن عیسی (۴۴۱ھ، ۱۰۳۱ء) کا ہے۔ عمار موصلی کے بعد یہ دوسرے بڑے ماہر امراض چشم ہیں، علی بن عیسی نے امراض چشم سے متعلق تین جلدوں میں نہایت مفصل کتاب "تذکرۃ الکحلین" لکھی ہے، جو گویا اس موضوع پر انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس کتاب میں آنکھ سے متعلق ۱۳۰ بیماریوں کا ذکر آیا ہے، نیز آنکھوں کے لئے مفید ۱۴۳ مفرد دواؤں کے نام اور ان کی خصوصیات اس کتاب میں مذکور ہیں۔ ۱۴۹۹ء میں لاطینی ۱۹۰۳ء میں فرانسیسی اور ۱۹۰۴ء میں جرمنی زبان میں اس کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور بڑے بڑے اہل فن نے مصنف کی عبقریت اور کتاب کی اہمیت کا اعتراف کیا ہے۔

اب اس کے بعد فن طب کے امام الائمہ شیخ حسین بوعلی سینا (۴۲۸ھ، ۱۰۳۸ء) کا نام نامی آتا ہے، جن کے نام پر دنیا طب کے بڑے بڑے اصحاب تحقیق اور ماہرین فن کی گردن اعتراف بھی خم ہو جاتی ہے، شیخ بوعلی سینا سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے اکثر کتابیں یورپین زبانوں میں منتقل ہو چکی ہیں، شیخ کو دنیا کی عظیم باکمال شخصیتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ طبیعات، حیاتیات، تشریح الاعضا (Biology)، منافع اعضاء (Physiology) نیز علم العلاج اور علم الامراض و علم الادویہ کا عظیم ماہر اور محقق سمجھا جاتا ہے۔ شیخ کی کتابوں اور خدمات کے سرسری تعارف کے لئے بھی بڑی تفصیل مطلوب ہے۔ شیخ کو علم النفس کا موجد سمجھا جاتا ہے، شیخ نے اعضاء جسمانی کی اعضا مفردہ اور اعضا مرکبہ کی حیثیت سے جو تقسیم کی ہے وہی آج تک قائم ہے۔ شیخ نے روشنی کی رفتار پر بھی تحقیق کی ہے، شیخ کی مشہور کتاب

"القانون" صدیوں یورپ کی طبی درس گاہوں میں داخل نصاب رہی ہے، اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ لاطینی زبان میں پندرہویں صدی میں سولہ بار اور سولہویں صدی میں بیس بار اس کا ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔ ۱۹۳۰ء میں اس کا انگریزی ترجمہ ہوا، یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے۔ تشریح اعضاء، منافع اعضاء اور علم العلاج اس کا موضوع ہے۔ ڈاکٹر ہورٹن نے جرمن زبان میں شیخ کی کتاب "الشفاء" کا ترجمہ کیا ہے اور اس کی شرح لکھی ہے۔

تشریح اجسام کے ماہرین اور امراض چشم کے باکمال معالجین میں ایک نمایاں نام، علاء الدین ابوالحسن ابن النفیس قرشی (۱۲۰۱-۱۲۸۹ء) کا ہے۔ ابن النفیس کا شمار دنیا کے ممتاز اطباء میں ہے۔ اس نے شیخ بوعلی سینا کی کتاب "القانون" پر بھی بحث کی ہے اور بعض امور میں ان سے اختلاف رائے بھی کیا ہے۔ ابن النفیس کا بہت بڑا کارنامہ حیوانی اجسام میں دوران خون کے نظام کی دریافت ہے۔ اسی نے سب سے پہلے یہ ثابت کیا کہ دوران خون مسلسل جاری ہے، جو پھیپھڑوں میں پہنچ کر تازہ ہوا حاصل کر کے پورے جسم میں دوڑتا رہتا ہے، عام طور پر یہ کارنامہ ولیم ہاروے "William Harvey" (۱۶۸۷ء) کے سر باندھا جاتا ہے، یہ تاریخ کے ساتھ کھلی ناانصافی ہے، درحقیقت سب سے پہلے اس کی دریافت ابن النفیس نے کی ہے۔

طبی تحقیقات میں لسان الدین بن خطیب (۱۳۱۳ء تا ۱۳۷۴ء) کو بھی بھلایا نہیں جاسکتا، اسی نے سب سے پہلے متعدی اور غیر متعدی امراض کی شناخت کی، پھر متعدی امراض پر تحقیق کرتے ہوئے اس بات کو ثابت کیا کہ کچھ ان دیکھے جراثیم بھی پائے جاتے ہیں، جو امراض کے متعدی ہونے کا باعث ہوتے ہیں، یقیناً یہ ابن الخطیب کا بہت بڑا کارنامہ ہے، طاعون کے مرض پر بھی اس کی تحقیقات نہایت قیمتی سمجھی جاتی ہیں، بعد میں فن طب میں جو ترقیاں ہوئیں ان میں جراثیم کے وجود کے نظریہ کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی اور اسی کی روشنی میں نئی نئی دوائیں ایجاد پذیر ہوئیں اور جن امراض کو لاعلاج سمجھا جاتا تھا، ان کی دوائیں ایجاد پذیر ہوئیں۔

☆......☆......☆

قطب الارشاد حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادی تاحیات درس تفسیر میں مصروف رہے۔ حضرت بہلویؒ نے جلالین وغیرہ کی تدریس کے بعد حضرت مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں حاضری دے کر دورۂ تفسیر پڑھا۔ حضرت بہلویؒ اپنی خودنوشت سوانح حیات "فیض روحانی رحمت صمدانی" میں ارشاد فرماتے ہیں:

"دو چار مہینے کے بعد ایک عقدہ پیش آگیا، جس کے حل کے لئے واں بھچراں غریب نواز حضرت مولانا حسین علی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا تو فرمایا کہ "جب تک میرے پاس قرآن مجید کا ترجمہ نہ پڑھو گے عقدہ حل نہیں ہوسکتا۔" حسب ارشاد ترجمہ پڑھا تو آنکھیں کھلیں کہ بلاشبہ اب تک جلالین وغیرہ پڑھاتے رہے مگر یہ ترجمہ وتفسیر تو کوئی اور ہی چیز ہے، ہمیں تو اب تک قرآن مجید سے مس بھی نہیں ہوا۔" (ص ۱۹ بحوالہ معارف بہلوی ج ۱ ص ۴۴)